شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عربی اسلوب نگارش

*افتخار احمد خان

Abstract

Shakk Ahmad Sirhinid , generally known by his title" Mujaddid Alif Thani" . He was born in the city of Sirhind in east Punjab in 971 A.H. He was not only a reformer but he was also a for sighted .

This article deals with the style of Al-Mujaadid Alif Thani in the light of his Arabic letters, most of his letters start with words of pray and praising tribuit to the Holy Prophet(PBUH)'

The second discreminatory of his latters is quotations from the Holy Qur'an and the sayings of the Holy Prophet (PBUH),In brief his preaching style , proving through knowledge or narration , his style for proper addressing and his strong conclusion are from his major qualities of his writing style. While the artistic and litreray qualities of his Arabic writing style is rich with various charactersitecs which may be summarized as follows.

Beautiful coincidence between words and sentences , addressing style , compact language , very deep view , defence of realites , fine and artistical picturque , use of eloquent and known words , use of litrary language , ample knowledge of the styles of Arabs and total control over language.

فقا ل اللہ سبحانہ وتعالیٰ: (الاإنّ أولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون) (۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا شماران اَساطین امت اور مصلحین میں ہوتا ہے جنہوں نے اِحیائے اسلام اور اِعلائے کلمۃ اللہ کے لئے گرانقدر خدمات انجام دیں اور وقت کے سنگین فتنوں کا سدباب کیا، امت کو جرأت ،افکار کی حقیقت سے آگاہی اور خاموش انقلاب بپا کیا۔آپ رحمۃ اللہ ۹۷۱ھ سرہند میں پیدا ہوئے آپ کی

*لیکچرار شعبہ عربی جی۔سی یونیورسٹی فیصل آباد

پرورش ہند میں مروجہ طریقوں کے مطابق ہوئی۔آپ نے ابتدائی تعلیم اور کچھ علوم وفنون اپنے والد محترم سے سیکھے اور علامہ کمال کشمیری جیسے نامور اساتذہ سے زانوئے تلمذ کیا۔آپ کی شہرہ آفاق تصنیفات میں سے رسالہ تھلیلیہ، رسالہ فی اثبات النبوۃ، مبدأ و معاد، مکاشفات غیبیہ اور معارف لدنیہ قابل ذکر ہیں۔(۲)ان نگارشات میں سے رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ تھلیلیۃ اور بعض مکتوبات عربی میں ہیں یہی مکتوبات ہمارے مقالہ کا موضوع ہیں جس کو میں نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ عربی مکتوبات کا تعارف واہمیت

۲۔ مکتوبات امام ربانی کا تجزیاتی ومنھجی مطالعہ

۳۔ عربی اسلوب نگارش کے فنی محاسن

مکتوب نگاری کا فن قدیم ہے جس کے آغاز کا تاریخی طور پر تو صحیح علم نہیں ہوسکا البتہ اس کے شواہد قبل از اسلام زمانہ جاہلیت سے ملتے ہیں اور قدیم ترین کتب میں سے عدی بن زید، لقیط بن یعمر الایادی اور حرب بن امیہ جدّ معاویہ بن ابی سفیان کے اسماء قابل ذکر ہیں۔(۳)جب ہم عصر صدر اسلام کی طرف نظر دوڑاتے ہیں تو پتا چلتا ہے۔کہ لکھنے پڑھنے والوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن فراست نبوی کی بدولت اسمیں خاصہ اضافہ ہوتا چلا گیا اور سیدنا علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے مشہور ومعروف کاتبین نہ صرف منظر عام پر آئے بلکہ گراں قدر خدمات بھی انجام دیں۔یہ سلسلہ بڑی شد ومد سے آگے بڑھتا رہا حتی کہ اموی وعباسی دور میں مستقل فن کی شکل اختیار کر گیا اور سرکاری سطح پر ارباب حکومت سے پذیرائی ملی اور دیوان الجند، دیوان الخراج، دیوان البرید، دیوان الخاتم، دیوان الرسائل جیسے معاہد وجود میں آئے اور مکتوب نگاری کے ارتقاء وتطور میں اہم کردار ادا کیا جس کی بدولت معاویہ بن ابی سفیان، زیاد بن ابیہ، حجاج بن یوسف، عبدالحمید الکاتب، ابن المقفع، جاحظ، ابوالعلاً المعری اور حسن بصری، جیسے اُصحاب فن پیدا ہوئے اور گرانقدر خدمات انجام دیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی برصغیر پاک وہند کے نامور ادیب صوفی ومجدد حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جنہوں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتے ہوئے مکاتیب کو اپنے پیغام کی نشر واشاعت کا ذریعہ بنایا اور باطل فکر کو مٹایا اسی طرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

برصغیر پاک و ہند میں شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ کا نام دینی بیداری اور مسلم تشخص کی حفاظت کے لئے کسی تعارف کامحتاج نہیں۔آپ کے مکاتیب نے علمی وفکری اور دعوتی وتحریکی میادین میں اپنی اہمیت کومنوایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام اور کام کو دوام بخشا کہ ان کی شخصیت کے ہر پہلو پر دنیا بھر میں لکھا جا رہا ہے(۴) پاکستان میں فکر مجدد پر کام کرنے والوں میں صوفی غلام سرور نقشبندی، (۵) ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۶) اور ڈاکٹر ہمایوں عباس (۷)اور اقبال مجددی (۸) کے اسماءقابل ذکر ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکاتیب تین دفاتر پر مشتمل ہیں ان میں ۵۳۶ مکتوبات اور مکتوب الیہم کی تعداد۱۹۲ ہے۔اس گرانقدر علمی سرمایہ میں ۲۲ مکتوبات عربی میں ہیں شیخ کے عربی اسلوب نگارش پر بات کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ عربی مکاتیب کے موضوعات کا تعارف، اہمیت وافادیت اور اثر انگیزی پر بات کی جائے

دفتر اوّل: یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے اور درالمعرفت کے نام سے موسوم ہے اس میں ۱۲ مکتوبات عربی میں ہیں باقی سارے فارسی میں ہیں۔

مکتوب نمبر ۲۱: یہ مکتوب شیخ محمد بن موسی مکی لاہوری کی طرف ہے جس میں درجات ولایت خصوصاً ولایت محمدی اور نسبت نقشبندیہ کی بلندی اور ان کے دائمی حضور کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۲: یہ مکتوب شیخ عبدالمجید کی طرف ہے جس میں روح اور نفس کا باہمی تعلق، انکے عروج ونزول، روحی وجسدی فنا وبقا کا ذکر ہے اور اسی طرح مقامِ دعوت، فانی اور مخلوق کی طرف لوٹائے گئے اولیاء کے درمیان فرق اور اللہ تعالیٰ کے نور کو ظلمت اور لامکانی کو مکانی کے ساتھ جمع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۲۳: یہ مکتوب عبدالرحیم جو خان خاناں کے نام سے مشہور ہیں کی طرف لکھا گیا اس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اسکے مضرات، اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے

مکتوب ۲۴: یہ محمد قلیج خان کی طرف ہے اس میں درج ذیل امور زیر بحث ہیں:

(i) صوفی کائن بائن ہوتا ہے
(ii) دل ایک سے زیادہ اشیاء سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔
(iii) محبت ذاتی کا ظہور۔
(iv) مقربین وابرار کی عبادت کے درمیان فرق
(v) بندہ اور رب تعالیٰ کے درمیان حجاب صرف نفس ہے

(vi) محبت ذاتی موجود ہونے کی صورت میں محبوب کا انعام اوراس کی طرف سے تکلیف دونوں برابر ہو جاتے ہے

(vii) ابرار ونیکوکار اللہ تعالیٰ کی عبادت، خوف عذاب اور طمع ثواب کے لئے کرتے ہیں۔

مکتوب ۲۵: یہ مکتوب خواجہ جہان کی طرف ہے جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ کی متابعت کی ترغیب کا ذکر ہے یہ کہ تمام کمالات روح وسر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے وابستہ ہیں۔

مکتوب ۲۶۔ یہ خط مولانا الحاج محمد لاہوری کی طرف ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ شوق ابرار کو ہوتا ہے نہ کہ مقربین کو۔

مکتوب ۱۳۵۔ یہ رسالہ مخلص دوست محمد صدیق کی طرف مراتب ولایت اور بعض خصوصیات کے بارے میں ہے یہ کہ ولایت خاصہ محمد یہ عروج ونزول کے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے تمام مراتب ولایت سے ممتاز ہے۔

مکتوب ۱۵۸۔ یہ مکتوب شیخ حمید بنگالی کی طرف صادر فرما گیا جس میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ استعدادوں میں فرق کے مطابق مراتب کمال میں بھی فرق ہوتا ہے اور یہ کہ کمال میں تفاوت کبھی کمیت کے لحاظ اور کبھی کیفیت کے اعتبار سے اور کبھی بیک وقت دونوں اعتبار سے ہوتا ہے۔

مکتوب ۲۰۵ یہ مختصر سا رسالہ محمد اشرف کابلی کی طرف لکھا جس میں اصلی مقصود صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کا ذکر ہے.

مکتوب ۲۸۹: مولانا بدرالدین کی طرف لکھے گئے اس خط میں قضا وقدر کے اسرار ورموز بیان کئے گئے ہیں اور یہ موصوف کے طویل ترین عربی خطوط میں سے ھے۔

مکتوب ۲۹۷: اس مکتوب کے مرسل الیہ مولانا بدر الدین سرہندی ہیں جس میں ذات الٰہی کے احاطہ کرنے کا ذکر اور اسکی مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے، اور اسی طرح وجوبی وامکانی مراتب کی حفاظت ورعایت کا ذکر ہے

مکتوب ۳۰۸: اس کے مکتوب الیہ مولانا فیض اللہ پانی پتی ہیں جس میں معروف حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام "کلمتانِ خفیفتان علی اللسان وثقیلتان فی المیزان ـ......" کی وضاحت کی گئی ہے

دفتر دوم: یہ دفتر ۹۹ مکتوبات پر مشتمل ہے اور نور الخلائق کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک عربی مکتوب ہے جو مولانا محمد صدیق کی طرف ہے جس میں اللہ تعالیٰ بعض کاملین کے ساتھ بالمشافہ کلام فرماتا ہے کا ذکر ہے۔

دفتر سوم: یہ دفتر قرآن کی سور کے مطابق ۱۱۴ مکتوبات پر مشتمل ہے اور معرفۃ الحقائق کے نام سے موسوم ہے بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا اس طرح کل تعداد ۱۲۴ ہوگئی اس میں ۹ مکتوبات عربی میں ہیں جن کے مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مکتوبات ۱۹: اس خط کے مرسل الیہ میر محمد نعمان ہیں جس میں قرآنی آیت ماآتکم الرسول فخذوہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

مکتوب ۴۵: یہ رسالہ مولانا سلطان سرہندی کی طرف ہے جس میں مومن کے دل کے بلند مقام و مرتبہ اور ایذاء رسانی سے منع کرنے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۴۶: یہ خط مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید کی طرف صادر فرمایا جس میں عروج و نزول کا ذکر ہے یہ خط معناً منقول ہے۔

مکتوب ۵۳: حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہ کی طرف لکھا گیا یہ خط ذات اور صفات کے وجودی اور شہودی طور پر زوال کے ذکر کے متعلق ہے۔

مکتوب ۴۷۔ اس رسالہ کے مکتوب الیہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم ہیں جس میں صاحب فصوص ابن عربی کے کلام کی شرح تجلی ذات اور اسکی تحقیق اور اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ کی خاص رائے کا ذکر ہے۔

مکتوب ۱۱۷۔ اس کتاب کے مکتوب الیہ شیخ غلام محمد ہیں جس میں قرآنی آیت ان فی ذلک لذکری کے مفہوم کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۸: یہ مکتوب مولانا عبدالقادر انبالوی کی طرف ہے جس میں شیخ سہروردی کی کتاب العوارف میں مذکور مرفوع حدیث مصطفیٰ ''قرآن کی جو بھی آیت ہے اس کا ایک ظاہر اور ایک باطن.....کی وضاحت کا ذکر ہے

مکتوب ۱۱۹: یہ خط مولانا مودود محمد کی طرف ہے (۹) جس میں شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب العوارف کے نویں باب جس میں ''صوفیہ کی طرف منسوب اقوال'' کی وضاحت کا ذکر ہے۔ (۱۰) ان مذکورہ موضوعات کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ شیخ مجدد الف ثانی نے تصوف سے متعلق اہم ترین موضوعات پر گفتگو فرمائی ہے لہٰذا ایسے موضوعات جو حقیقت میں ناقص اور تصوف کے حوالہ سے قابل اعتراض تھے ان پر تنقید بھی فرمائی ہے یوں لگتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پیش نظر تصوف سے متعلق رائج اور مشہور مصطلحات کی وضاحت بھی تھی کہ آپ غلط رسوم و رواج پر رائج الوقت نظریات کی تصحیح کے عظیم الشان منصب پر فائز ہوتے ہوئے انتہائی محتاط و تحقیقی رویہ اپنایا ہے۔

جہاں تک آپ کے منہج کا تعلق ہے تو وہ بہت سے فنی اوصاف و خصائص سے متصف ہے چند ایک محاسن حسب ذیل ہیں:

☆ اکثر مکاتیب گرامی دعائیہ کلمات سے شروع ہوتے ہیں جس سے حضرت شیخ کا انداز گفتگو بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے قلب مبارک میں عامۃ الناس کے لئے جس قدر چاہتیں اور خواہشیں پوشیدہ تھیں ایسا لگتا کہ دل مبارک ان خوبصورت جذبات و احساسات کی آماجگاہ تھا جن سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا سینۂ انور مامور تھا آپ کے مستعملہ اور مستخدمہ دعائیہ کلمات میں سے:

☆ **الحمد للہ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی** (مکتوب ۵۱، ۴۷، ۱۱۷)

☆سلمکم الله سبحانه وعافاکم بحرمة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات(مکتوب ۲۴)

☆سلم الله تعالی قلبکم وشرح صدورکم وزکی نفسکم....(مکتوب ۲۵)

ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی جادة الشریعة المصطفویة علی صاحبها الصلوة والسلام والتحیة(مکتوب ۲۶)

☆الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین (مکتوب ۴۵)

☆نحمده ونستعینه ونصلی علی سیدنا ومولانا وشفیع ذنوبنا محمد واله واصحابه (مکتوب ۴۶) قابل ذکر ہیں اسی طرح مکتوبات کے اختتام پر بھی دعائیہ کلمات بکثرت آئے ہیں جیسے:والسلام علیکم وعلی جمیع من اتبع الهدی (مکتوب۲۱،۲۳،۲۹۷،۵۱)

☆والسلام ختام الکلام(مکتوب۲۲)

☆والسلام اولا واخرا (مکتوب۲۴)

☆الحمد لله اولا واخرا والصلوة والسلام علی نبیه دائما وسرمدا (مکتوب۲۶)

☆والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی اله الصلوات والتسلیمات دائما (مکتوب۲۰۵)

دعائیہ کلمات کے بعد کبھی کبھی امابعد کے کلمات بھی استعمال کرتے ہیں ۔ مثال کے طور پر آپ کا مکتوب ۴۵ جو سلطان السرہندی کی طرف مؤمن کے دل کے بلند مقام ومرتبہ کے بارے میں ہے اور مکتوب ۲۸۹ جو مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاوقدر کے متعلق ہے۔

☆ قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے استشہاد واستدلال آپ کے منہج کی اہم ترین خوبیوں میں سے ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مجددؒ کے ہاں استدلال کی اساس کس قدر قوی ومضبوط ہے اور یہ تاثر بھی زائل ہوا کہ صوفیاء کے ہاں علمی پیش رفت مطلوب نہیں ہوتی بلکہ ان کے ہاں صرف عقیدت مندی کی کاروائی کارفرما ہوتی ہے۔

دفتر اوّل مکتوب ۲۳،۲۶،۱۵۸،۲۸۹،۳۰۸، دفتر دوم مکتوب ۵۱، اور دفتر سوم مکتوب ۹،۱۹، ۴۶،۵۳،۱۱۷،۱۱۸اس ضمن میں خوبصورت کڑیاں ہیں۔

☆ چوتھی صفت کلام یہ ہے کی آپ نے جابجا اپنے کلام کو عربی وفارسی شعراء کے کلام سے مزین فرمایا ہے جو آپ کی وسعت نظری، کثرت مطالعہ اور عمیق سوچ کا آئینہ دار ہیں اس امر کی توثیق کے لئے مکتوب۲۱،۲۲،۲۳،۲۶،۱۳۵دفتر

سوم مکتوب ۵۳ اور ۴۷ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ منہج مجدد الف ثانیؒ کے خصائص میں سے استدلال عقلی ونقلی ایک اہم وصف ہے اور یہ انداز مکاتیب میں واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے جس کی عمدہ مثال میر محمد نعمان کو آیت مبارکہ ﴿ ما اتاکم الرسول فخذوہ ﴾ کی وضاحت میں لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ مخالفین کا رد، معترضین کے اعتراضات کا جواب نہایت ہی بلیغ، علمی وادبی وتحقیقی انداز میں ان مکاتیب کا امتیاز ہے جس کی واضح وبین مثال شیخ غلام محمد کی طرف آیت مبارکہ ﴿ان فی ذلک لذکری﴾ کی وضاحت اور دیگر اعتراضات کے جواب میں لکھا ہوا مکتوب اور مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاء وقدر کے متعلق لکھا ہوا مکتوب ہے۔

☆ شیخ مجددؒ مصلح اور داعی تھے آپ کا داعیانہ لب ولہجہ ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے آپ ایسے الفاظ وکلمات کا انتخاب کرتے ہیں جو جزلہ ومالوفہ اور عام فہم ہوتے ہیں اور ان میں اپنائیت اور پیار کا رنگ نظر آتا ہے، اور اسی طرح ہر شخصیت کے شایان شان القابات استعمال کرتے اور نبی رحمت ﷺ کے نام نامی کے ساتھ درود وسلام لکھنے کا نہ صرف اہتمام فرماتے بلکہ ایسے کلمات کا انتخاب فرماتے جس سے آپ کی محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ ﷺ کے ساتھ بے پناہ عقیدت، محبت اور عشق کا اظہار ہوتا ہو۔

ڈاکٹر زکی مبارک نے اپنی انتہائی وقیع کتاب ''النثر الفنی فی القرن الرابع'' میں جن نثری فنی محاسن کا ذکر کیا ہے کاش وہ دسویں اور گیارھویں صدی جو کہ دور انحطاط شمار ہوتا ہے اس دور کے اساطین نثر کا شمار بڑے نثر نگاروں میں کرتے اور پھر ان کے نثر میں فنی محاسن کا ذکر کرتے تو ان میں حضرت شیخ احمد سرہندی کا ذکر ضرور کرتے۔ حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات فارسی زبان کے تو شاہکار ہیں ہی لیکن وہ مکتوبات جنہیں آپ نے عربی میں تحریر فرمایا وہ یقیناً عربی زبان کے نمائندہ نمونے بھی ہیں اور انہیں عربی ادب کے شہ پارے بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اسلوب نگارش ایسا کہ دل کو چھو لے:

فصیح عربی میں لکھے گئے یہ خطوط عجب سحر انگیزی کا تاثر دیتے ہیں بلکہ کئی ایک مقامات پر قرآنی انداز غالب نظر آتا ہے۔ بطور مثال مکتوب نمبر 22 جو حضرت شیخ محمد مفتی لاہوری کے نام تحریر فرمایا اس کی ابتداء اس انداز سے ہوتی ہے:

"سبحان من جمع بین النور والظلمة وقرن اللا مکانی المتبرّی عن الجهة مع المکانی الحاصل فی الجهة فحبّ الظلمة إلی النور فعشق بهاوامتزج معها بکمال المحبةلیز داد بهدااالتعلق

جلاء ہ، ویکمل بمجاورۃ الظلمۃ صفاء ہ کالمراۃ اذارید صقالتھا... رفع رأسہ وتذکر ماضل عنہ فرجع القھقری قائلا"۔

''پاک ہے وہ ذات جس نے نور اور ظلمت کو جمع کر دیا اور اس نے لامکانی جہت سے مبرا کو ممکن شے کے ساتھ جو جہت میں موجود ہے ملا دیا، تو اس نے نور کے لئے ظلمت واندھیرے کو محبوب بنا دیا اور نور کو ظلمت پر عاشق بنا دیا نور کا ظلمت کے ساتھ کمال محبت کے ساتھ تعلق اور ربط قائم کر دیا تا کہ اس طرح نور کی جلاء میں مزید نورانیت پیدا ہو جائے اور ظلمت کے ساتھ پڑوس کے باعث نور کی صفائی درجہ کمال کو پہنچ جائے جس طرح آئینہ کو جب خوب صاف اور صیقل کرنا اور اسکی لطافت کا اظہار مقصود ہو تو اوّلاً شیشہ پر مٹی ڈالتے ہیں تا کہ مٹی کی ظلمت اس کے ساتھ لگنے سے اس کی خوب صفائی ہو اور کثافت طینی کے تعلق سے اس کی رونق دوبالا ہو۔ تو اس نور کو پہلے جو شہود قدسی حاصل تھا یہ اس کو بھول گیا بلکہ اپنے معشوق ظلمانی میں استغراق اور ہیکل جسمانی کے ساتھ تعلق کی وجہ سے یہ نور اپنی ذات اور توابع وجود کو بھی فراموش کر گیا اور اس کے ساتھ صحبت اور ہم نشینی کے باعث اصحاب مشئمہ میں سے ہو گیا اور اس کی مجاورت اور پڑوس کی وجہ سے اصحاب میمنہ کی کرامات کو بھی ضائع کر گیا تو اگر اسی استغراق کی تنگی میں پڑا رہا اور فضاء اطلاق کی طرف نہ نکلا تو اس پر بہت افسوس، کیونکہ اسے مقصود میسر نہ آ سکا اور اپنی استعداد کا جوہر ضائع کر دیا تو دور کی گمراہی میں جا پڑا اور اگر نیکی اس کی طرف سبقت کر کے آ گئی اور اعلیٰ درجہ کی عنایت اس کے شامل حال ہو گئی اور اس نے سر اٹھا لیا اور جس کو گم کر چکا تھا پا لیا اور یہ کہتے ہوئے الٹے پاؤں لوٹ آیا۔'' (دفتر اوّل مکتوب ۲۲)

دوسری وجہ امتیاز یہ نظر آتی ہے کہ آپ اکثر اوقات اپنے کلام مبارک کو آیات قرآنیہ سے مدلل ومزین فرماتے ہیں مثلاً اس حصہ کلام کو بغور دیکھیے جس میں شیخ ناقص سے اخذ طریقہ سے منع کرنے، اور اس کے مضرات اور کفریہ القابات رکھنے سے روکنے کا ذکر ہے اور پھر استدلال کے لئے سورۃ ابراہیم کی آیت کریمہ مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ...... وفرعھا فی السماء کو بغور دیکھیے یوں لگتا ہے کہ کلام مبارک کو جیسے نگوں سے جڑا ہو۔ (دفتر اوّل، مکتوب ۲۳)

اسی طرز کے امتیازات اور مزید مثالیں دفتر اوّل مکتوب ۱۵۸، ۲۸۹، اور دفتر سوم مکتوب ۱۹، ۵۳ اور ۱۱۸، میں موجود ہیں۔

☆ تیسری خوبی استدلال عقلی ہے بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت الشیخ رحمہ اللہ علیہ نے استدلال عقلی کو اکٹھا کیا ہے اور اس کے لئے عقلی ونقلی دلائل کو یکجا کر دیا ہے جس سے اتمام حجت بھی ہوتا ہے اور اسلوب میں حسن بھی پیدا

ہوتا ہے مثال کے طور پر دفتر اوّل مکتوب ۳۰۸ میں معروف حدیث مبارک ''کلمتان خفیفتان علی اللسان کے معانی کی وضاحت کرتے ہوئے خوبصورت اور حسین انداز میں استدلال عقلی اس انداز سے کرتے ہیں

....''وجه خفتهما على اللسان ظاهر لقلة الحروف وأما وجه ثقلهما فى الميزان وكونهما حبيبتين إلى الرحمان فلأن الجزء الأوّل من الكلمة الأولى يفيد تنزيهه تعالىٰ وتقديسه سبحانه عما لايليق بجناب قدسه عزّوجل وإبعاد جناب كبريائه عن صفات النقص وسمات الحدوث والزوال ....''

''ان دو کلمات کے زبان پر ہلکا ہونے کی وجہ تو ظاہر ہے کہ ان کے حروف تھوڑے ہیں اور ان کے میزان میں بھاری ہونے اور خدائے رحمان کو پیارے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے کلمہ کا جزءِ اوّل ((سبحان اللہ)) ان تمام چیزوں سے جو اس کی جناب قدس عزّ وجل کے لائق نہیں ہیں سے اس کی بلند ذات کی تنزیہہ وتقدیس کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی جناب کبریاء کا صفات نقص اور حدوث وزوال کے نشانات سے پاک ہونا ظاہر کرتا ہے'' (دفتر اوّل، مکتوب ۳۰۸)

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

''وحاصل الكلمة الثانية اثبات جميع التنزيهات والتقديسات له تعالى مع اثبات العظمة والكبرياء له .....وأيضا التسبيح مفتاح التوبة بل زبدة التوبة ....وسيلة إلى محو الذنوب وعفو السيئات فلا جرم يكون ثقيلا فى الميزان ومرجّحاً لكفة الحسنات وحبيباً إلى الرحمن لأنّه سبحانه يحبّ العفو

اور دوسرے کلمہ کا حاصل یہ ہے کہ تمام تنزیہات وتقدیسات اللہ ہی کے لئے ہیں اور عظمت اور کبریاء کا اثبات بھی اسی ذات کے لئے ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کی اس بلند ذات سے نقائص کا مسلوب ہونا، صرف اس کی عظمت اور کبریائی کی وجہ سے ہے لہٰذا دونوں کلمے میزان میں بھاری ہونگے اور خدا کو پیارے ہیں۔ نیز تسبیح توبہ کی چابی بلکہ اس کا نچوڑ اور خلاصہ ہے جیسا کہ میں بعض مکاتیب میں اس کی تحقیق کر چکا ہوں تو تسبیح گناہوں کو مٹانے اور خطاؤں کے معاف کرنے کا وسیلہ ہے اسی بنا پر بھی یہ میزان میں بھاری ہے اور حسنات کے پلے کو جھکانے والی ہے اور خدا کو پیاری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عفو ودرگذر کو پسند کرتا ہے۔'' (دفتر اوّل، مکتوب ۳۰۸)

الاسلوب الخطابی:

آپ کے اسلوب مبارک کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے آپ کے مکاتیب ونگارشات میں خطابی اسلوب پایا جاتا ہے جو ذہنوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرتا ہے اور استعداد کار کو مہمیز لگاتا ہے بس اسی اسلوب خطابی میں بارہا استدلال بالفلسفۃ یا الاستدلال بالمنطق کا انداز واضح اور کھلا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اسی طرح کے طریقہ استدلال کو الاستدلال بالفلسفہ یا الاستدلال بالمنطق کا نام دے سکتے ہیں۔ آپ اکثر تعلیم کی خاطر اپنے منسوبین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں اور تلقین کا یہ انداز بے پناہ اثر انگیز معلوم ہوتا ہے مکتوب نمبر ۲۳ میں فرماتے ہیں:

اعلم أيّهاالأخ القابل لظهور الكمالات أظهرالله سبحانه وتعالى فعلكم من القوّة أن الدنيا مزرعة الآخرة فويل لمن لم يزرع فيها وعطل أرض الاستعدادات وأضاع بذرالأعمال ...بين الطرق وبين الاستعدادات المختلفة سلّكه طريق السلوك بتداء فاضلّ عن الطريق لماضلّ‘‘

’’اے ظہور کمالات کے لائق برادر عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں قوت سے فعل کی طرف لائے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے تو اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ بویا اور ارض استعداد کو خالی رکھا اور تخم اعمال کو ضائع کر دیا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زمین کو ضائع کرنا اور خالی رکھنا دو طرح سے ہے ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردی تخم ڈالے۔ بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر وفساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ اور بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے اخذ طریقہ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیرو کار رہوتا ہے اور جس چیز میں خواہش اور ہوائے نفسانی کی آمیزش ہو وہ مؤثر نہیں ہو سکتی اور اگر اثر کرے گی بھی تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی تو اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والے راستوں میں تمیز وفرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے نیز یہ کہ پیر ناقص طالبوں کی مختلف استعدادوں میں تمیز نہیں کر سکتا اور جب طرق جذبہ اور طریق سلوک میں تمیز نہیں کر سکتا تو عین ممکن ہے کہ ایک طالب کی استعداد طریق جذبہ سے مناسبت رکھتی ہو اور ابتدائے حال میں طریق سلوک سے مناسبت نہ ہو اور پیر ناقص طرق مختلفہ اور استعدادات مختلفہ میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ابتداء سے طریقہ سلوک پر چلا دے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔‘‘ (دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۳)

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۳۵، ۱۵۸، ۲۰۸، ۳۰۸، اور دفتر دوم سے مکتوب نمبر ۱۵ خطابی اسلوب وانداز کی عمدہ وبہترین مثالیں ہیں۔

الأسلوب الحکیم:

اسی طرح ایسے اسلوب کی مثالیں بھی بہت عام ملتی ہیں جسے علم البدیع کی زبان میں الاسلوب الحکیم کہا گیا ہے دیکھیے مکتوب نمبر ۱۹ کی یہ عبارت:

الحمد للّٰہ ربّ العلمین فی السراء و الضراء و في العافية و البلاء فعل الحكيم جلّ سلطانه لا يخلو عن حكمة و مصلحة لعل اللّٰه سبحانه يريد به الصلاح ﴿ عسىٰ ان تكرهو ا شيئا و هو خير لكم و عسىٰ أن تحبوا شيئا و هو شر لكم و اللّٰه يعلم و انتم لا تعلمون﴾(سورة البقرة : ٢١٦)فاصبروا علىٰ بلائه و ارضوا بقضائه سبحانه و تعالىٰ و اثبتوا علىٰ طاعاته تعالىٰ و اجتنبوا عن معاصيه سبحانه انا للّٰه و انّا اليه راجعون(سورة البقرة : ١٥٦)قال اللّٰه تبارک و تعالىٰ

﴿ما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم و يعفو عن كثير ﴾ (الشورىٰ : ٣٠)فتوبوا الىٰ اللّٰه سبحانه و استغفروا ربّكم عما كسبت أيدينا و اسئلوا العفو و العافية من اللّٰه سبحانه و تعالىٰ عفو يحب العفو و اجتنبوا عن البلاء ما استطعتم فانّ الفرار مما لا يطاق من سنن المرسلين عليهم الصلوات و التسليمات و نحن في عين البلاء مع العافية فللّٰه سبحانه الحمد و المنة.

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں خوشی اور پریشانی میں، عافیت اور مصیبت میں، اس حکیم ودانا ذات کا کوئی فعل حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالی اس سے اصلاح اور درستگی کا ارادہ رکھتا ہے۔قریب ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔تم اللہ کی آزمائش پر صبر کرو اور اس کی قضا پر راضی رہو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ”اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کا بدلہ ہے اور وہ (اللہ) تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے“ پس اللہ سبحانہ وتعالی سے توبہ کرو اور اپنے ہاتھوں سے کئے ہوئے اعمال سے اپنے رب کے حضور بخشش مانگو اور اللہ تعالی سے معافی اور عافیت کا سوال کرو یقیناً اللہ تعالی معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔سو جتنا ہو سکے آزمائش وبلاء سے بچو چونکہ ہر وہ چیز جس کا بوجھ برداشت کرنے کی ہمت وطاقت نہ ہو اسے

چھوڑ دینا ہی سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔اور ہم عین بلاء وآزمائش میں ہیں عافیت کے ساتھ اور اس پر اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے۔اور اسی کا احسان ہے۔(دفتر سوم مکتوب ۱۹)

الفاظ وتراکیب کا حسین امتزاج:

پانچویں صفت بطور خاص قابل لحاظ ہے اس صفت کو ہم الفاظ وتراکیب کا حسین امتزاج بھی کہہ سکتے ہیں یعنی حضرت شیخ الفاظ کے استعمال میں انتہائی محتاط دکھائی دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ تراکیب ایسی لاتے ہیں کہ خالص عرب اگر پڑھیں تو عش عش کر اٹھیں اور ان تراکیب کے استعمال میں آورد کا پہلو کہیں بھی نظر نہیں آتا بس ہر طرف آمد ہی آمد ہے یوں لگتا ہے الفاظ آپ کے حضور ہاتھ باندھے حاضر رہتے ہیں۔اور آپ سلیقے کے ساتھ جب چاہیں اور جیسے پسند فرمائیں ان الفاظ کو چنتے اور انتہائی سلیقے کے ساتھ جڑتے جاتے ہیں۔انھی الفاظ کے حسین جڑاؤ سے خوبصورت تراکیب تشکیل پاتی ہیں اور اگر الفاظ لاجواب اور تراکیب بے نظیر ہوں تو ان خوبصورت اور حسین ودلفریب الفاظ کا کیا کہنا بس نور علی نور ہی سمجھیے جناب حضرت شیخ کے ہاں ایسے ہی خوبصورت اور حسین و دلفریب تراکیب باہم دگر ملی اور جڑی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ایسے ہی خوبصورت الفاظ اور حسین ودلفریب تراکیب کو یکجا دیکھنے کے لیے دفتر اوّل مکتوب ۲۴ کی یہ عبارت قابل لحاظ ہے:

"و القلب لا يتعلق محبته بأكثر من واحد فما لم يزل تعلقه الحبي بذلك الواحد لم يتعلق بما سواه محبته وما يرى من كثرة مراداته و تعدد تعلق محبته بالأشياء المتكثرة كالمال و الولد و الرياسة و المدح و الرفعة عند الناس فثمه أيضا محبوبه لا يكون الّا واحدا و هو نفسه..."

"اور قلب کی محبت ایک سے زیادہ اشیاء کے ساتھ نہیں ہو سکتی تو جب تک اس کا تعلق حُبّی اس ایک کے ساتھ رہے گا اس کے ماسوا کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔اور یہ جو انسان کی بہت مرادیں اور کثیر اشیاء مثلاً مال، اولاد، سرداری، مدح، لوگوں کے سامنے بلندی رتبہ کے ساتھ تعلق محبت محسوس ہوتا ہے، تو یہاں بھی فی الواقع اس کا محبوب ایک ہی شے ہے اور وہ اس کا نفس ہے۔"

اسی طرح کے خوبصورت وحسین وجمیل کلمات وتراکیب کا استعمال کرتے ہوئے اسی مکتوب میں کچھ اسی طرح سے بھی رقمطراز ہیں

" هذه رتبة المقربين فإنّ الإبرار إنما يعبدون الله خوفا وطمعا وهما راجعان إلى

انفسهم لعدم فوزهم بسعادة المحبة الذاتية فلاجرم يكون حسنات الأبرار سيئات المقربين فحسنات الأبرار حسنات من وجه وسيئات من وجه وحسنات المقربين حسنات محضة "

''یہ مقربین کا مقام ومرتبہ ہے کیونکہ ابرار تو اللہ تعالی کی عبادت طمع اور خوف کی بنا پر کرتے ہیں اور طمع وخوف کا تعلق اور واسطہ خود ان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے اور یہ کوتاہی اس بنا پر ہے کہ انہیں محبت ذاتی کی سعادت نصیب نہیں ہوتی۔(اس تحقیق سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ)ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے برائیوں کا حکم رکھتی ہیں تو ابرار کی حسنات ایک لحاظ سے حسنات ہیں اور ایک لحاظ سے سیئات۔اور مقربین کی حسنات من کل الوجوہ حسنات ہیں۔'' (دفتر اوّل مکتوب :۲۴،ص۲۲،۲۳)

ایجاز واطناب:

شیخ رحمۃ اللہ کے مکتوبات ایجاز واطناب کا حسین ودلفریب مرقع ہیں آپ مقتضی الحال کو ملحوظ رکھتے ہیں آپ کے طویل ترین مکاتیب میں مکتوب ۲۸۹ جو مولانا بدرالدین کی طرف اسرار قضاوقدر کے بارے میں اور مکتوب ۵۳،۴،۷ جو مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کی طرف ہیں، اسی طرح مختصر ترین خطوط میں سے مکتوب ۲۰۵ ، جو خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف،اور مکتوب ۵۱ جو شیخ محمد صدیق کی طرف ہے ایجاز واطناب کی خوبصورت وحسین مثالیں ہیں.

عمدہ وماہرانہ تصویر کشی:

جس طرح ایک ماہر اور چابکدست فنّان اپنے ہاتھ کی صفائی سے ماہرانہ تصویر کشی کے عمل کو زیادہ مضبوط وخوبصورت بناتا ہے خوبصورتی اور مہارت سے تیار کردہ تصویریں صرف لکیروں کا مجموعہ نہیں بلکہ زندہ جاوید اور متحرک نظر آتی ہیں ان تصویروں میں حرکت زندگی کی علامت تو ہوتی ہی ہے لیکن حسین ودلفریب رنگ ان کی زندگی میں مزید چار چاند لگادیتے ہیں مکتوب نمبر ۲۶ کی درج ذیل عبارت انتہائی اہم اور موزوں ہے کیونکہ اسمیں صور وخیال انگیزی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور تصویریں متحرک نظر آتی ہیں اور تصویروں میں زندگی تو موجزن محسوس ہوتی ملی ہے لیکن ساتھ ہی ان میں رنگوں کی برسات بھی ہے .ایسی تصویر جو اتنی متحرک ہوکر چلتی پھرتی محسوس ہو اور پھر ان میں مختلف رنگوں کی آمیزش اسے مزید جاندار بنادے ملاحظہ کیجیئے مکتوب ۲۶ کی عبارت:

" ثبتنا الله سبحانه وإياكم على جادة الشريعة المصطفوية على صاحبها الصلوة والسلام والتحية ورد فى الحديث القدسى " الاطال شوق الأبرار إلى لقائى وانا إليهم لأشد

شوقا أثبت الله سبحانه الشوق للابرار لأن المقر بين الواصلين لا شوق لهم لأن الشوق يقتضی الفقد والفقد فی حقهم مفقود ....''

''اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ کے طریقہ پر قائم وثابت رکھے۔حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ (ابرار کو میری ملاقات کا شوق عرصہ دراز سے دامن گیر ہے اور میں ان کی ملاقات کا شوق ان سے بھی زیادہ رکھتا ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کلام میں ابرار کے لئے شوق ثابت کیا ہے کیونکہ مقربین واصلین کو کوئی شوق نہیں ہوتا کیونکہ شوق کسی شے کے گم ہونے کا متقاضی ہے اور گم ہونا مقربین کے حق میں مفقود ہے۔''(دفتر اول مکتوب ۲۶)

حرکت زندگی کو مختلف رنگوں کی آمیزش سے مزید جاندار بناتے ہوئے اسی مکتوب میں رقمطراز ہیں:

'' ولرفع الشوق مقام آخر أكمل من الأوّل وأتمّ منه وهو مقام الياس والعجز عن الإدراک فان الشوق يتصور فی المتوقع فحيث لاتوقع لاشوق واذا رجع هذا الكامل البالغ نهاية الكمال إلى العالم رجوع القهقرى لايعود إليه الشوق أيضا مع وجودالفقد بالرجوع لأن زوال شوقه ما كان لوجود الفقد بل لحصول الياس وهو موجود بعد الرجوع أيضاً بخلاف الكامل الأوّل فإنه يعود إليه الشوق برجوعه إلى العالم لحصول الفقد الذی زال من قبل فحين وجد الفقد بالرجوع حصل الشوق الذی زال بزواله ''

''اور اس شوق کے زائل ہو جانے کا مقام اور ہے جو اول سے اکمل اور اتم ہے اور وہ ادراک سے عاجز اور نا امید ہونے کا مقام ہے کیونکہ شوق متوقع چیز کا ہوتا ہے جب کسی شے کی توقع اور امید نہ ہو تو اس کا شوق بھی نہیں ہوتا۔تو جب یہ کامل جو نہایت کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے اس عالم کی طرف رجوع قہقری کرتا ہے تو رجوع کی وجہ سے مطلوب کے مفقود ہونے کے باوجود وہ شوق عود نہیں کرتا کیونکہ شوق کا زوال مطلوب کے گم ہونے کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اس کا زوال یاس اور ناامیدی کے حصول کی بنا پر تھا اور وہ رجوع الی الخلق کے بعد بھی موجود ہے لیکن اسکے برعکس کامل اول کا شوق عالم کی طرف رجوع کرنے سے واپس عود کر آتا ہے کیونکہ وہی مطلوب کی گمشدگی پھر اسے حاصل ہو جاتی ہے جو پہلے زائل ہو چکی تھی تو جب رجوع کے باعث مطلوب کا فقدان پایا گیا تو وہ شوق پھر حاصل ہو جاتا ہے۔جو اس کے زوال کے باعث زائل ہو چکا تھا۔ (دفتر اوّل مکتوب ۲۶ص ۲۶،۲۷)

نتائج تحقیق وسفارشات:

الغرض جناب شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات، فارسی ہوں یا عربی، فن کے کمال کو پہنچے دکھائی دیتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ نہایت مشاق لکھاری اپنی مہارت وکاریگری سے الفاظ کے موتی بکھیرتا اور پروتا چلا جاتا ہے بکھیرتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کی ضرورت ہو اور پروتا تب ہے جب ان بکھرے موتیوں کو حسن وخوبی سے ہار کی طرح پرونے کی ضرورت ہو۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اسلوب تحریر پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ عربی زبان کے تمام محاسن واسالیب کو وہ اپنی تحریر میں استعمال کرتے ہیں اس طرح ان کی عربی عبارات فنی طور پر نہایت شستہ، سلیس ابہامات سے پاک اور سمجھنے میں آسان ہوتی ہیں، آپ کی ان عبارات کا کسی بھی عرب کی عبارات سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ضرورت ہے کہ آپ کی عربی نگارشات کو مختلف سطح کے نصابات میں شامل کیا جائے تا کہ طلباء برصغیر کے عربی اسلوب سے آگاہ ہوسکیں۔اوراسی طرح ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطحوں پر تحقیقی وعلمی مقالات بھی لکھوائے جاسکتے ہیں تا کہ عرب علماء بھی برصغیر پاک وہند کے علمی وادبی ورثہ سے استفادہ کرسکیں۔

حوالہ جات

(۱) سورة یونس ، الآیة : ٦٢

(۲) مزید احوال کے لئے ملاحظہ فرمائیں المکتوبات المجددیہ، از مفتی محمد علیم، ص ا-۷

(۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الاغانی لاصفهانی ۱۸/۲۰-۲۳، وجمهرة انساب العرب ص ۲۰۳ ، الفن ومذاهبه فی النثر العربی لشوقی ضیف ص۱۸ ، وجمهره رسائل العرب لاحمد زکی صفوت، ۱/۱۲-۲٦

(۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ''مکتوبات امام ربانی کے مآخذ از ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، 2008 طبع تحقیقات لاہور اور راقم کا مقالہ بعنوان ''دراسة وتحقيق مكتوبات الامام الربانی'' مطبوعہ مجلّہ معارف اولیاء لاہور

(۵) آپکی کاوشوں کے نتیجے میں ارمغان امام ربانی (مجموعہ مقالات) فکر ربانی (مجموعہ مقالات) عقائد اہل سنت وجماعت، اور نظر مجدد (مجموعہ مقالات) قابل ذکر ہیں

(٦) آپکی بے مثال کاوش موسوعۃ جہان امام ربانی 11 مجلدات میں اور باقیات جہان امام ربانی تین مجلدات کی شکل میں ہے

(۷) آپکی نگارشات میں مجدد الف ثانی کی تفسیری وفقہی خدمات مقالہ برائے پی ایچ ڈی مکتوبات امام ربانی کے آخذ، اور معارف حدیث قابل ذکر ہیں.

(۸) آپکی جھود میں سے مقامات معصوی، مقامات مظہری ودیگر تحقیقات شامل ہیں

(۹) دیگر عربی مکتوبات کے مکتوب الیہم کے تراجم کے لئے ملاحظہ فرمائیں المکتوبات المجددیہ از مفتی علیم الدین ص۸۷-۱۰۸

(۱۰) دیگر مکتوبات کے موضوعات کے لئے دیکھئے مکتوبات امام ربانی (اردو) مترجم مولانا محمد سعید نقشبندی

فہرس المصادر والمراجع

۱۔ الأغانی ، ابو الفرج الاصفهانی ، دار صعب بیروت ، بدون سنة الطبع .

۲۔ جمهرة انساب العرب ، سعید بن حزم الاندلسی ، دارالکتب العلمیة بیروت ، ۱۴۰۳ھ .

۳۔ جمهرة رسائل العرب فی عصور العربیة الزاهرة ، أحمد زکی صفوت ، المکتبة العلمیة بیروت ، ۱۹۳۷ .

۴۔ الفن ومذاهبه فی النثر العربی ، د/شوقی ضیف ، دارالمعارف مصر ، ۱۹۷۱م .

۵۔ مجلة معارف أولیاء عدد ۲۰۰۸ ، طبع لاهور .

۶۔ مکتوبات امام ربانی (اردو) از مولانا محمد سعید احمد نقشبندی ، ناشر مدینه پبلشنگ کمپنی جناح روڈ کراچی ، ۱۹۷۰م

۷۔ مکتوبات امام ربانی کے مآخذ از ڈاکٹر همایوں عباس ، طبع تحقیقات لاهور ، ۲۰۰۸م .

۸۔ المکتوبات المجددیة ، جمعها وحققها وقدمها الشیخ المفتی محمد علیم الدین المجددی ، سلطانیه پبلیکیشنز جهلم مئی ۲۰۰۵ م .